حدیثِ کربلا
طالب جوہری

حدیثِ کربلا
سبیلِ سکینہؑ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۱
طالب جوہری

نام کتاب	:	حدیثِ کربلا
مصنف	:	علامہ طالب جوہری
اشاعتِ چہارم	:	۲۰۱۱ء
کمپوزنگ	:	مزمل شاہ
ناشر	:	مولانا مصطفیٰ جوہر اکیڈمی، کراچی
طباعت	:	سید غلام اکبر 03032659814
قیمت	:	۵۴۵/- روپیہ

رابطہ

فلیٹ نمبر 1، آصف پیلس، بی۔ ایس ۱۱، بلاک ۱۳

فیڈرل بی ایریا، کراچی، پاکستان

فون: ۰۲۱-۶۳۲۸۶۰۱

موبائل: ۰۳۳۳-۲۱۲۷۹۳۲

طاور یہ تمہارے بھائی حسن کا گھوڑا جوان سے ساباطِ مدائن میں چھینا گیا تھا۔(۱)

اس واقعہ کے علاوہ بھی عبداللہ بن عقبہ غنوی اور صفوان بن ابطح سے جنگ کے واقعات آپ کی مفصل سوانح عمریوں میں مذکور ہیں۔

یزید کا تعجب

بعض مصنفین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب کربلا میں لوٹے جانے والے اسباب یزید کے سامنے پیش ہوئے تو اُس میں ایک علم بھی تھا جو پورا تیروں اور تلواروں سے چھلنی تھا فقط وہ جگہ محفوظ تھی جہاں سے علم کو تھاما جاتا ہے۔ یزید کے دربار کے لوگ اسے دیکھ کر حیرت میں تھے۔ یزید نے پوچھا کہ یہ علم کس کے ہاتھ میں تھا؟ اس کو بتلایا گیا کہ یہ ابوالفضل کے ہاتھ میں تھا۔ یزید حیرت کے عالم میں کہنے لگا کہ اس میں قبضہ کی جگہ کے علاوہ کوئی چیز بھی محفوظ نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا کہ اے عباس! تم نے اپنی فداکاری سے ہر الزام اور طعنہ کو دور کر دیا ہے۔ ایک بھائی کی اپنے بھائی سے وفا اسی کا نام ہے۔(۲)

شہادت

علامہ مجلسی نے بعض کتب کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ ابوالفضل امام حسین علیہ السلام کی تنہائی اور غربت کو دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ﴿**هل من رخصة**﴾ کیا مجھے اجازت ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے یہ سن کر شدت سے گریہ کیا پھر ارشاد فرمایا ﴿**يا اخی انت صاحب لوائی واذا مضيت تفرق عسكری**﴾(۳) تم میرے علم بردار ہو اگر تم چلے جاؤ گے تو میرا لشکر پراگندہ ہو جائے گا۔ ابوالفضل نے عرض کی کہ ﴿**قد ضاق صدری و سئمت من الحيوة واريد أنأ طلب ثاری من هٰولآ المنافقين**﴾ میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور زندگی سے سیر ہو چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان منافقین سے انتقام لوں۔ امام حسین نے ارشاد فرمایا کہ ﴿**فاطلب لهٰولآء الاطفال قليلا من**

۱۔ اسرار الشہادۃ ص ۱۶۹، ریاض القدس ج ۲ ص ۸۵۔۸۷، کبریت احمر ج ۳ ص ۲۷، فرق و تفاوت کے ساتھ

۲۔ بحوالہ دین وتمدن محمد علی حومانی ج ۱ ص ۲۸۸

۳۔ سید الشہداء کی نگاہ میں اکیلے ابوالفضل پورا لشکر ہیں۔

الماء﴾(۱) پس تم ان بچوں کے لئے تھوڑے سے پانی کا مطالبہ تو کرو۔

ابوالفضل پورے جاہ وجلال سے میدان میں آئے اور ابن سعد کو مخاطب کر کے کہا﴿یا عمر بن سعد هذا الحسین بن بنت رسول الله یقول انکم قتلتم اصحابه واخوته وبنی اعمامه وبقی فریدا مع اولاده وعیاله وهم عطاش قد أحرق الظماء قلوبهم۔ اے ابن سعد! یہ حسین رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے فرزند فرما رہے ہیں کہ تم نے ان کے ساتھیوں، بھائیوں اور عم زادوں کو قتل کر دیا اب وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اکیلے رہ گئے ہیں اور وہ لوگ اتنے پیاسے ہیں کہ ان کے دل وجگر پیاس سے جل گئے ہیں۔ اس کے باوجود وہ (امام حسین) یہ فرماتے ہیں کہ﴿دعونی اخرج الی طرف الروم أوالهند واخلّی لكم الحجاز والعراق واشرط لكم انّ غدا فی القيامة لا أخاصمكم عندالله حتی يفعل بكم مايريد﴾ مجھے روم یا ہندوستان کی طرف نکل جانے دو اور میں حجاز اور عراق کو تمہارے لئے چھوڑتا ہوں۔ اور تم سے شرط کرتا ہوں کہ قیامت کے دن تم سے مخاصمہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ جو چاہے تمہارے ساتھ کرے۔ ابوالفضل کا یہ خطاب سن کر پورا لشکر خاموش تھا۔ کچھ ندامت و پشیمانی کا اظہار کر رہے تھے اور کچھ رو رہے تھے لیکن جواب کسی نے نہ دیا۔ اتنے میں شمر اور شبث بن ربعی لشکر سے نکل کر ابوالفضل کی طرف آئے اور یہ کہا کہ اے فرزند ابوتراب! ﴿لوكان كل وجه الارض ماء أوهو فی ايدينا ما اسقيناكم منه قطرة واحدة الّا ان تدخلوا فی بيعة يزيد﴾ اگر پوری دنیا پانی سے بھر جائے اور وہ ہمارے قبضہ میں ہو جب بھی ہم اس کا ایک قطرہ بھی تمہیں نہیں دیں گے مگر یہ کہ یزید کی بیعت میں داخل ہو جاؤ۔ جناب ابوالفضل یہ سن کر واپس آ گئے اور صورت حال امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بیان کر دی اس پر آپ نے شدید گریہ فرمایا۔ اسی دوران بچوں کی العطش العطش کی صدائیں ابوالفضل کے کانوں میں آئیں۔ آپ ان آوازوں کو سن کر بے تاب ہو گئے اور آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کی ﴿الٰهی وسیّدی أريد أن اعتدّ بعدّتی وأملاءَ لهذه الاطفال قربة من الماء﴾ اے میرے اللہ، میرے آقا! میں اپنی کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ پانی ان بچوں کے لئے مہیا کر دوں۔ (۲)

۱۔ بحار الانوار ج ۴۵ ص ۴۱

۲۔ ریاض المصائب ص ۳۱۴، مہیج الاحزان ص ۱۸۴، وقائع الایام ص ۵۵۰

بعض مقتل نگاروں کے مطابق ابوالفضل العطش کی آوازوں سے تو متاثر تھے ہی اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک ایسا منظر دیکھا جو ان کے لئے بہت دلدوز تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ خیمہ جس میں مشکیزے رکھے جاتے تھے اس کی ٹھنڈی اور نم زمین پر بچے اپنے شکم رکھے ہوئے ہیں(۱)۔ ان حالات کو دیکھ کر آپ نے ایک مشکیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کی طرف چلے۔ اس وقت آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لا ارهب الموت اذا الموت رقی — حتّی اواری فی المصالیت لقی

نفسی لنفس المصطفیٰ الطهر وقا — انی انا العباس اغدوا بالسقا

ولا اخاف الشرّ یوم الملتقیٰ (۲)

اگر موت نعرہ زن ہو تو میں موت سے نہیں ڈرتا یہاں تک کہ میں بہادروں کو زمین میں سلا دوں۔

میرا نفس محمدِ مصطفیٰ کے نفس کا محافظ ہے، میں عباس ہوں جس کے پاس سقائی کا عہدہ ہے۔

حریف سے ملاقات کے وقت مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔

رجز پڑھتے ہوئے آپ نے فرات کا رخ کیا۔ گھاٹ کا پہرہ دینے والے چار ہزار سپاہیوں نے آپ کو آتے دیکھ کر پیش قدمی کی۔ ابوالفضل نے تلوار کھینچی اور اس شدت کیساتھ حملہ کیا کہ کبھی میمنہ کو میسرہ پر پلٹ دیا اور کبھی میسرہ کو میمنہ پر ڈھکیل دیا۔ اس حملہ میں آپ نے اسّی افراد کو قتل کیا۔ اسوقت آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اقاتل القوم بقلب مهتدی — اذبّ عن سبط النبیّ احمد

اضربکم بالصارم المهنّد — حتّی تحید واعن قتال سیدی

انی انا العباس ذوا التودد — نجل علی المرتضیٰ المؤیّد (۳)

میں پورے اطمینانِ قلب سے ان لوگوں سے جنگ کر رہا ہوں اور احمد مجتبیٰ کے نواسے کا دفاع کر رہا ہوں۔

میں تم پر شمشیرِ براں چلا رہا ہوں کہ تمہیں اپنے آقا سے جنگ کرنے سے روک دوں۔

میں حسین کا چاہنے والا عباس ہوں اور میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں جو خدا کے تائید یافتہ تھے۔

آپ کا یہ حملہ اتنا دہشت ناک تھا کہ یزید کے سپاہی پسپا ہو کر فرار ہو گئے۔ آپ نے گھاٹ پر پہنچ کر

۱۔ الوقائع والحوادث ج ۳ ص ۱۴

۲۔ بحارالانوار ج ۴۵ ص ۴۰

۳۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۳۴۴

گھوڑے کو فرات کے پانی میں اتار دیا پھر جھک کر چلو میں پانی لیا اور اسے دوبارہ نہر میں پھینک دیا۔ اس صورتِ حال کے بارے میں اربابِ مقاتل کا خیال ہے کہ ابوالفضلؑ پانی پینا چاہتے تھے لیکن حسینؑ اور اطفالِ حسینؑ کی پیاس کا خیال آتے ہی اسے پھینک دیا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ امیر المومنین ؑ نے آپ کو وصیت کی تھی کہ حسینؑ کے پیاسے ہوتے ہوئے تم پانی نہ پی لینا۔ اس وصیت کے ہوتے ہوئے پانی پینے کا ارادہ بھی آپ کی شان کے منافی ہے۔ آپ نے چلو میں پانی لے کر پانی پر اپنا اقتدار دکھلایا اور اسے پھینک دیا۔ پھر آپ نے مشکیزہ میں پانی بھرا اور نہر سے واپس چلے۔ اس وقت آپ کی زبان پر یہ رجز تھا۔

یا نفس من بعد الحسین هونی	وبعده لا کنت أن تکونی
هذا حسین شارب المنون	وتشربین بارد المعین
هیهات ما هٰذا فعال دینی	ولا فعال صادق الیقین (۱)

اے نفس حسینؑ کے بعد باقی رہنا بے کار ہے۔ ان کے بعد زندہ نہ رہنا۔

حسینؑ موت کا جام پئیں اور تم ٹھنڈا پانی پیو۔

دیکھو یہ دینی کام نہیں ہے اور نہ سچا یقین رکھنے والوں کا کام ہے۔

اس دوران بھاگے ہوئے سپاہیوں نے واپس آ کر آپ کا راستہ روک لیا اور ابن سعد کے پورے لشکر نے دائرہ بنا کر آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ ابوالفضل مسلسل تلوار چلا رہے تھے اور سپاہی کٹ کٹ کر گر رہے تھے کہ ایک کھجور کے درخت کے پیچھے سے زید بن ورقا نے نکل کر حکیم بن طفیل طائی کی مدد سے آپ پر تلوار چلائی جس سے آپ کا داہنا ہاتھ کٹ کر گر گیا۔ آپ نے فوراً مشکیزہ کو بائیں کندھے پر رکھا اور بائیں ہاتھ میں تلوار لے کر دشمنوں پر حملہ کیا۔ آپ لوگوں کو قتل کرتے جاتے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

واللّٰه ان قطعتم یمینی	انی احامی ابدا عن دینی
وعن امام صادق الیقین	نجل النبیّ الطاهر الامین
نبیّ صدق جاءنا بالدّین	مصدقا بالواحد الامین (۲)

۱۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۳۴۴

۲۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۳۴۵

خدا کی قسم اگر چہ تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا ہے لیکن میں ہمیشہ اپنے دین کی حمایت ہی کروں گا۔

اور اس امام کی حمایت کروں گا جو اپنے یقین میں سچا ہے اور طاہر وامین نبی کا بیٹا ہے۔

وہ سچا نبی جو ہم تک دین لایا اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق کرتا رہا۔

حکیم بن طفیل نے ایک کھجور کے پیچھے سے نکل کر آپ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا اور اسے قطع کر دیا۔

آپ نے اسی عالم میں یہ رجز پڑھا

یا نفس لا تخشی من الکفار — وابشری برحمة الجبّار

مع النبیّ السیّد المختار — قد قطعوا ببغیهم یساری

فأصلهم یا ربّ حرّ النّار (۱)

اے نفس کافروں سے نہ ڈر۔ تجھے رحمتِ خدا کی بشارت ہو۔

اُس کے برگزیدہ نبی کے ساتھ۔ انہوں نے اپنی سرکشی سے میرے بائیں ہاتھ کو قطع کر دیا۔

اے اللہ انہیں جہنم کی تپش میں ڈال دے۔

جب دونوں ہاتھ قطع ہو گئے تو آپ نے تلوار کو دانتوں سے روکا اور علم کو کٹے ہوئے بازوؤں سے سہارا دے کر سینے سے لگا لیا۔ ایسے عالم میں یہ کہہ کر حملہ کیا کہ ﴿هکذا احامی عن حرم رسول الله﴾ دیکھو میں اس طرح حرمِ رسول اللہ کی حفاظت کر رہا ہوں (۲)۔ اتنے میں اس پر ایک تیر آ کر لگا اور پانی بہہ گیا۔ دوسرا تیر آپ کے سینے یا آنکھ پر لگا۔ پھر آپ کے سرِ اطہر پر آہنی گرز لگا جس کے صدمہ سے آپ زمین پر تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو آواز دی۔ ﴿ادرکنی یا اخی﴾ (۳) اے بھیا بھائی کی مدد کو پہنچئے۔ امام حسین علیہ السلام آپ کے سرہانے پہنچے اور آپ کی حالت دیکھ کر فرمایا ﴿الآن انکسر ظهری وقلّت حیلتی﴾ (۴)۔ آج میری کمر ٹوٹ گئی اور راہِ چارہ وتدبیر بند ہو گئی۔ آنکھ کے تیر اور زخمی جسم مطہر کو دیکھ کر

۱۔ بحار الانوار ج ۴۵ ص ۴۰۔۴۱

۲۔ معالی السبطین ج ۱ ص ۴۴۰

۳۔ ابصار العین ص ۶۲

۴۔ الدمعۃ الساکبہ ج ۴ ص ۳۰۲

ابوالفضل کے پہلو میں بیٹھ گئے اور بہت دیر تک گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوالفضل کی روح ملکوتِ اعلیٰ کی طرف پرواز کرگئی۔

بعض روایات میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ابوالفضل کے سر کو اپنی گود میں لے کر آنکھوں کا خون صاف کیا۔ ابوالفضل نے امام حسین علیہ السلام کی صورت دیکھ کر گریہ کیا۔ امام نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ کیسے نہ روؤں۔ اس وقت تو آپ نے میرا سر مٹی سے اٹھالیا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کا سر مٹی سے کون اٹھائے گا اور کون اس کی گرد کو صاف کریگا۔ ابھی حسین بیٹھے ہی تھے کہ روح جسمِ مطہّر سے علّیین کی طرف پرواز کرگئی اور امام حسین علیہ السلام نے بلند آواز سے فریاد کی ﴿وا أخـاه وا عبّاساه﴾ (۱)۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے تلوار کھینچی اور لشکرِ یزید پر حملہ کیا۔ وہ حملہ اتنا شدید تھا کہ لوگ آپ سے اس طرح فرار کر رہے تھے جیسے شکاری درندے کو دیکھ کر بھیڑ بکریاں بھاگتی ہیں۔ جب لشکر بھاگا تو آپ نے یہ کہہ کر کئی حملے کئے کہ کہاں بھاگ رہے ہو؟ تم نے میرے بھائی کو قتل کردیا اب کہاں بھاگ رہے ہو؟ اس کے بعد پھر اپنی جگہ واپس آ گئے۔ (۲)

جب امام حسین علیہ السلام واپس آئے تو جناب سکینہ نے ابوالفضل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے شہادت کی خبر سنائی۔ جناب زینب نے سن کر فریاد کی ﴿وا اخـاه واعبّـاساه واضيعتنا بعدك﴾ پھر بی بیوں کے رونے کا غل بلند ہوا (۳)۔ امام حسین علیہ السلام نے بھی گریہ فرمایا اور کہا ﴿واضيـعتنا بعدك وا انقطاع ظهراه﴾ پھر آپ نے ابوالفضل کے لئے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

اخی یـا نـور عینی یا شقیقی	فـلـی قـد کـنـت کالرکن الوثیق
ایـا بن ابی نصحت اخاك حتّی	سـقـاك الـلّـه کـاساً من رحیق
ایــا قـمـرا مـنیرا کـنـت عونی	عـلٰـی کـلّ النوائب فی المضیق
فـبـعـدك لا تـطـیـب لـنـا حیاة	سنجمع فی الغداة علٰی الحقیق
الا لـلّـــه شـكـوای و صبــری	ومـا الـقـاه من ظمأ وضیق (۴)

۱۔ معالی السبطین ج ۱ ص ۴۵۰
۲۔ ابصار العین ص ۶۳
۳۔ معالی السبطین ج ۱ ص ۴۴۱
۴۔ وسیلۃ الدارین ص ۲۷۳

اے میرے بھائی! اے میرے نورِ چشم! اے میرے پارۂ جسد! تم میرے لئے ایک مضبوط پناہ گاہ کی طرح تھے۔
اے میرے باپ کے بیٹے! تم نے اپنے بھائی کی مدد کی یہاں تک کہ اللہ نے تمہیں بہشتی مشروب کا جام پلایا۔
اے قمرِ منیر! تم ہر مصیبت اور ہر پریشانی میں میرے مددگار تھے۔
اب تمہارے بعد زندگی کا لطف نہیں ہے یقیناً ہم آنے والے کل میں پھر ساتھ ہوں گے۔
میرا شکوہ اللہ سے ہے اور صبر بھی اسی کے لئے ہے اور اس پیاس اور پریشانی میں اسی کا سہارا ہے۔

ایک روایت

بعض لوگوں نے ابوالفضل کی شہادت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ جوانانِ بنی ہاشم کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے جناب ابوالفضل کے ساتھ مل کر فوجِ یزید پر حملہ کیا۔ یہ حملہ اتنی شدت کا تھا کہ بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے زخمی ہو کر ہٹ گئے۔ جب دستوں نے راہِ فرار اختیار کی تو ابن سعد نے دستوں کو للکار کر کہا کہ یہ دونوں علی کے بیٹے ہیں، تم لوگ ان کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکتے لہٰذا دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دو۔ فوجِ یزید کے دستوں نے دونوں میں جدائی ڈال دی۔ جب دونوں بھائی ایک دوسرے سے اوجھل ہو گئے تو امام حسین علیہ السلام نے یہ نعرہ لگا کر حملہ کیا کہ ﴿**انا بن محمد المصطفیٰ**﴾ (میں محمد مصطفیٰ کا فرزند ہوں) تاکہ عباس کو خبر ہو جائے کہ حسین زندہ ہیں۔ اسی طرح ابوالفضل نے بھی حملہ کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا کہ ﴿**انا بن علی المرتضیٰ**﴾ (میں علی مرتضیٰ کا فرزند ہوں) تاکہ امام حسین علیہ السلام کو ان کے زندہ ہونے کی خبر رہے۔ اسی طرح یہ دونوں بھائی نعرہ لگا کر جنگ کرتے رہے۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ﴿**انا بن خدیجة الکبریٰ، انا بن فاطمة الزهراء**﴾ اور ابوالفضل نعرہ لگاتے ﴿**انا بن وصیّ المصطفیٰ**﴾ اسی طرح کے نعرے لگاتے ہوئے دونوں بھائی جنگ کرتے رہے اور ایک دوسرے کو اپنی سلامتی کی اطلاع دیتے رہے۔

ایک وقت وہ آیا جب امام حسین علیہ السلام کے کانوں تک بھائی کی آواز نہیں پہنچی اور آپ نے دیکھا کہ گھاٹ کی طرف فوجوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک بھرپور حملہ کر کے اس تعداد کو منتشر کر کے محاصرہ کو توڑا۔ جب آپ قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ بھائی دونوں ہاتھ کٹائے ہوئے خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑا ہوا ہے۔ بنظرِ غائر اس روایت کے مطالعہ پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ابوالفضل کے

رخصت طلب کر کے جانے سے قبل کا ہے جسے راوی نے شہادت کے واقعہ سے متصل کر کے بیان کر دیا ہے۔

۲۲۔ عباس اصغر بن علی

سپہر کاشانی تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے بیٹوں میں دو کا نام عباس تھا۔ ایک عباس اکبر اور دوسرے عباس اصغر۔ اس کا قوی احتمال ہے کہ عباس اصغر شب عاشور اور عباس اکبر روزِ عاشور شہید ہوئے۔ شب عاشور عباسِ اصغر بھی پانی کی طلب میں جانے والوں کیساتھ گئے تھے اور شہید ہوئے تھے۔ (۱)

علامہ مقرم نے لکھا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے سولہ بیٹے تھے۔ حسن، حسین اور محسن جناب فاطمہ زہرا کے بطن سے۔ محمد حنفیہ جناب خولہ کے بطن سے، عباس، عبداللہ جعفر اور عثمان جناب ام البنین کے بطن سے، عمرِ اطراف اور عباسِ اصغر جناب صہبا کے بطن سے، محمد اصغر جناب اسامہ بنت ابی العاص کے بطن سے، یحییٰ اور عون جناب اسماء بنت عمیس کے بطن سے، عبیداللہ اور ابوبکر جناب لیلیٰ بنت مسعود کے بطن سے، محمد اوسط، ان کی والدہ کا نام معلوم نہیں۔ (۲)

قاسم بن اصبغ مجاشعی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کے سر کوفہ لائے گئے تو ایک شخص جو شکل وصورت کا اچھا تھا، اس نے اپنے گھوڑے کی گردن میں ایک کم عمر نوجوان کا سر آویزاں کیا ہوا تھا جو چودھویں کے چاند کی طرح تھا اور پیشانی پر سجدہ کا نشان نمایاں تھا۔ گھوڑا جب سر جھکاتا تھا تو سر زمین سے متصل ہو جاتا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے؟ سوار نے جواب دیا کہ عباس بن علی کا۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ حرملہ بن کاہل اسدی۔ راوی کہتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد حرملہ سے پھر میری ملاقات ہوئی تو میں نے اسے بدشکل اور بہت سیاہ پایا۔ میں نے پوچھا کہ اُس دن تو تم اچھی شکل کے تھے اور آج تو تم سے زیادہ کالا اور بدشکل تو کوئی بھی نہیں ہوگا۔ یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ جس دن سے میں نے وہ سر اٹھایا تھا آج تک کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں نہ ہوتا ہو کہ جب میں سوتا ہوں تو دو اشخاص آ کر مجھے بازو سے تھام کر آگ میں پھینک دیتے ہیں اور صبح تک میں جلتا رہتا ہوں۔ وہ بدترین حالت میں مرا۔ (۳)

۱۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۳۴۱

۲۔ فرسان الہیجاء ج ۱ ص ۲۲۹

۳۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۹۱